روزنامہ الفضل قادیان — ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں اور سیاسی مفکرین کی قیاس آرائیاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب جو اعتراض کرتے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب محض صداقت کو مشتبہ کرنے کے لئے انتہائی طور پر حق پوشی سے کام لیتے۔ اور لوگوں کو دھوکا میں رکھنا چاہتے ہیں۔ بھلا کوئی باور کر سکتا ہے۔ کہ اس قدر ہمہ دانی اور علمیت کے ادعاء کے باوجود مولوی صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ مامورین کی پیشگوئیوں اور مفکرین وغیرہ یا نجومیوں وغیرہ کی قیاس آرائیوں میں کیا فرق ہے آخر وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک جو انبیاء مبعوث ہوئے ان کی پیشگوئیوں کو سچا سمجھتے ہیں۔ ان انبیاء کے زمانہ میں بھی نجومی اور رمال بعض اخبار غیب بیان کیا کرتے تھے۔ پس ان کی قیاس آرائیوں اور انبیاء کی پیشگوئیوں میں امتیاز کوئی مشکل امر نہیں۔ لیکن باوجود اس کے مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس رنگ میں بھی اعتراض کرنے سے گریز نہیں کیا۔ لکھتے ہیں۔

”آج کل قادیانی اخباروں میں اس بات کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ کہ یورپ میں جو جنگ جاری ہے۔ اور اس کی وجہ سے جو تباہی ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کی پیشگوئی پہلے سے موجود ہے“

اس کے بعد حضور علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”جس پیشگوئی کو قادیانی اخبارات بڑے فخر اور زور سے پیش کر رہے ہیں پنجاب کے غیر الہامی مفکر اور مشہور و معروف شاعر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس سے بڑھ کر واضح الفاظ میں پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ جو یہ ہے۔ ؂

ڈھونڈتا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام وائے تمنائے خام

اور سنیئے۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ ؂

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

بتایئے ڈاکٹر اقبال کے اتباع اگر دعوے کریں۔ کہ ہمارے ہیرو نے جو کچھ کہا تھا۔ آج وہی صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ تو قادیانیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے“

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ڈاکٹر اقبال نے اپنے اس کلام کو اپنے کسی دعوے کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اور نہ یہ کہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے بذریعہ الہام خبر پاکر دنیا کو یہ اطلاع دے رہے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ خود مولوی صاحب نے تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا۔ ”یورپ کی جنگی تیاریوں۔ اور باہمی رقابتوں پر نظر کر کے ایک مفکر کی حیثیت سے آپ نے ایسا کہہ دیا“

پس اگر آج ڈاکٹر صاحب کے اتباع یہ کہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ کہا۔ وہ درست ثابت ہو رہا ہے۔ تو ہمیں اس کے خلاف کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں ہزاروں لوگ۔ اپنی سیاسی معلومات اور بین الاقوامی حالات پر عبور رکھنے کی وجہ سے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ جو بعد میں درست ثابت ہو جاتی ہیں مگر ایک مامور من اللہ کا خدا تعالےٰ سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا بالکل اور چیز ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

”یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ مگر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں۔ سنے۔ کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی۔ کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے“

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا۔ اس کے متعلق یہ دعوے بھی کیا۔ کہ خدا تعالےٰ نے یہ باتیں بتائی ہیں۔ اور ان باتوں کے پورا ہونے کو اپنی صداقت پر گواہ ٹھہرایا۔ بلکہ ان بلاؤں کی آمد کو اپنی بعثت کا ایک نتیجہ قرار دیا۔ اور اس لئے ان باتوں کا پورا ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ایسا ثبوت ہے۔

کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس کے پورے ہونے سے انکار نہیں کر سکے بلکہ ادھر ادھر کی باتوں سے اس کی صداقت کو مشتبہ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بالمقابل ڈاکٹر صاحب کا کوئی دعوےٰ نہیں پھر مولوی صاحب انصافاً بتائیں۔ کہ شعر

ڈھونڈھتا ہے فرنگ عیش دوام
وائے تمنائے خام وائے تمنائے خام

میں پیشگوئی کونسی ہے۔ یہ یورپین اقوام کی سیاسی بے چینی کا ذکر ہے۔ اسی طرح دوسرے شعر

جہان نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

میں بھی کوئی خاص پیشگوئی نہیں۔ نہ کسی معین قوم اور ملک پر کسی خاص آفت بپا ہونے کا ذکر ہے۔ بلکہ عام تبصرہ ہے۔ اور جیسا کہ مولوی صاحب نے خود لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے "یورپ کی جنگی تیاریوں اور باہمی رقابتوں پر نظر کر کے ایک مفکر کی حیثیت سے ایسا کہہ دیا" لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کوئی سیاسی مفکر نہ تھے۔ آپ تو انگریزی تک نہ جانتے تھے۔ کہ یورپ کے سیاسی معاملات پر آپ کے نظر غائر رکھنے کا کوئی امکان ہوتا باوجود اس کے آپ نے معین اور مقررہ الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں ..... اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔"

پھر گزشتہ جنگ عظیم کے متعلق آپ نے جو پیشگوئی فرمائی۔ اس میں صراحتاً فرمایا کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ کا یہ ارشاد بھی ایک سیاسی مفکر کا قول ہے۔ جبکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ آپ کو سیاسی اور بین الاقوامی حالات سے نہ کوئی دلچسپی تھی۔ اور نہ مطالعہ۔ پس ان سب باتوں پر غور کر کے مولوی صاحب دیانتداری اور تقوےٰ سے کام لیں۔ تو ان پر کھل جائے گا۔ کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کے اشعار اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

اندرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب ۷ احسان (جون) سے ۲۱ احسان ۱۳۲۰ ہش تک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

۱۸۱۱۔ غلام محمد صاحب زرگر ادھمپور۔ جموں
۱۸۱۲۔ غلام حیدر صاحب ڈلہوزی
۱۸۱۳۔ محمد طفیل صاحب گورداسپور
۱۸۱۴۔ خورشید بیگم صاحبہ گجرات
۱۸۱۵۔ محمد نذیر صاحب گورداسپور
۱۸۱۶۔ رحمت بی بی صاحبہ سرگودھا
۱۸۱۷۔ خورشید بیگم صاحبہ ملتان
۱۸۱۸۔ غلام نبی صاحب گورداسپور
۱۸۱۹۔ عبد العزیز صاحب امرتسر
۱۸۲۰۔ نور محمد صاحب "
۱۸۲۱۔ عالم بی بی صاحبہ سرگودھا
۱۸۲۲۔ نواب الدین صاحب گورداسپور
۱۸۲۳۔ محمد رفیق صاحب "
۱۸۲۴۔ محمد جمیل صاحب "
۱۸۲۵۔ صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب پشاور
۱۸۲۶۔ سیدہ بیگم صاحبہ گجرات
۱۸۲۷۔ سید امیر الحسن صاحب شاہجہانپور
۱۸۲۸۔ محمد اعظم صاحب سیالکوٹ
۱۸۲۹۔ محمد حسین صاحب "
۱۸۳۰۔ خدیجہ بی بی صاحبہ "
۱۸۳۱۔ ہاجرہ بی بی صاحبہ "
۱۸۳۲۔ محمد علی صاحب امرتسر
۱۸۳۳۔ بدر بخش صاحب ہوشیارپور
۱۸۳۴۔ عصمت بی بی صاحبہ "
۱۸۳۵۔ زینب بی بی صاحبہ لائل پور
۱۸۳۶۔ رسول بی بی صاحبہ گوجرانوالہ
۱۸۳۷۔ صداقت بی بی صاحبہ گبیر بنگ۔ پوری
۱۸۳۸۔ رحیم بخش صاحب جالندھر
۱۸۳۹۔ محمد محسن صاحب سرگودھا
۱۸۴۰۔ منفق قریش محمد صاحب گجرات
۱۸۴۱۔ امداد حسین صاحب "
۱۸۴۲۔ احمد صاحب "
۱۸۴۳۔ خورشیدہ بی بی صاحبہ گورداسپور
۱۸۴۴۔ علی احمد صاحب "
۱۸۴۵۔ بشیر احمد صاحب "
۱۸۴۶۔ نذیر احمد صاحب "
۱۸۴۷۔ غلام احمد صاحب "
۱۸۴۸۔ P.P. Moosa Malabar
۱۸۴۹۔ سید خادم حسین صاحب لائل پور
۱۸۵۰۔ فتح محمد صاحب گجرات
۱۸۵۱۔ سیف علی صاحب راولپنڈی
۱۸۵۲۔ ہاجرہ بی بی صاحبہ کنگ
۱۸۵۳۔ ممتاز بیگم صاحبہ چیمہ
۱۸۵۴۔ P.A. Zohd Sultan برما
۱۸۵۵۔ مصلح الدین صاحب برما
۱۸۵۶۔ عبد الغنی صاحب میرٹھ
۱۸۵۷۔ سعد الدین صاحب گورداسپور
۱۸۵۸۔ مختار احمد صاحب "
۱۸۵۹۔ عطا محمد صاحب بہاولپور

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ احسان ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج اسہال کی تکلیف رہی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو الحمد للہ صحت ہے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو درد شکم کی شکائت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب کو بھیکو والی ضلع گورداسپور بسلسلہ مناظرہ بھیجا گیا۔

کل اور آج خالصہ کالج امرتسر کی فٹ بال ٹیم سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ٹیم کا مقابلہ ہوا جس میں خالصہ کالج کی ٹیم کامیاب رہی۔

تمام جماعتوں میں ہر امام الصلوٰۃ اور خطیب ۲۷ جون کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا وہ خطبہ پڑھکر سنائے جو حضور نے تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں کے جلد تر ادا کرنے کے بارے میں ۲۰ جون کو دارالامان میں پڑھا۔ اور جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگا۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

کتاب توضیح مرام کا امتحان

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو احباب جماعت کے قلوب میں راسخ کرنے کے لئے ہر سہ ماہی حضور کی ایک کتاب کا امتحان لینے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ آئندہ امتحان جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کتاب توضیح مرام کا ۱۱ وفاء (جولائی) کو ہوگا۔ پس مجلس خدام الاحمدیہ احباب جماعت سے پُر زور استدعا کرتی ہے۔ کہ وہ اس مبارک اور مفید تحریک پر لبیک کہتے ہوئے خندہ پیشانی سے اس امتحان میں شریک ہوں۔ قائدین اور زعماء کرام جلد از جلد اپنی اپنی جگہ کے امیدواران کی فہرست ارسال فرمائیں۔ عبد اللطیف مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ

درخواست ہائے دعا:۔ (۱) ملک عبد الرحیم صاحب اوورسیر نوشہرہ ککے زئیاں بیمار ہیں (۲) میاں عطا محمد صاحب ڈنگہ کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے اور (۳) محمد نذیر صاحب فاروقی ضلعدار انہار ڈیرہ نواب بہاولپور کی ترقی کے لئے دعا کی جائے۔

مسئلہ جنازہ کی حقیقت اور غیر مبائعین

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ پر نظر

(۲)

پھر جناب مولوی محمد علی صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اس ٹریکٹ کے ذریعہ ایک اور افسوسناک حرکت کی ہے چنانچہ وہ حضرت میاں صاحب کے پیش کردہ حوالوں سے تین حوالے لے کر اور ان کے ساتھ اپنے پہلے چار حوالے ملا کر اور ان سب حوالوں کو ناواجب تصرف اور قطع برید کے ساتھ پیش کرتے ہوئے تاکہ فتاوی کی اصلی روح پبلک سے مخفی رہے لکھتے ہیں:-

"پس اب چار کی بجائے سات فتوے غیر احمدی کے جنازہ کے جواز کے ہو گئے۔ یہ ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب کا فیصلہ بحیثیت ثالث کہ چار نہیں۔ سات فتوے ایسے ہیں۔ جن میں غیر احمدی کا جنازہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک بھی فتوے ایسا نہیں جس میں خلیفہ قادیان کی طرح غیر احمدی کے جنازہ کو ناجائز قرار دیا گیا ہو"

(ٹریکٹ مذکور صٓ۳ و پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۴۱ء)

ناظرین کرام! جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف ایسا فیصلہ منسوب کرنے میں انتہائی جرأت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت موصوف کی کتاب نہ لفظاً اس فیصلہ کی حامل ہے۔ اور نہ معنوًا۔ چنانچہ ناظرین یہ دیکھ کر حیران ہوں گے۔ خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے آپ ہی سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اور صاف اعتراف کر لیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ایسا فیصلہ نہیں فرمایا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ وہ آگے چل کر جناب مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"میاں بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب کو اس قدر طول یہ ثابت کرنے کے لئے دیا ہے کہ ان فتووں میں غیر احمدی مخالف جو گرانہ بولتا ہو۔ خاموش اور درمیانی حالت میں جہری دشمن نہ ہو۔ علانیہ کبھی تکفیر و تکذیب نہ کی ہو۔ بالجہر مکفر اور مکذب نہ ہو۔ ان سب سے مراد صرف مصدقین احمدیت ہیں۔ جو احمدیوں کے اندر ملے جلے رہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر صرف احمدیوں کا جنازہ جائز ہے"

(ٹریکٹ مذکور صٓ۲ و پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۴۱ء)

اس تحریر میں جناب مولوی صاحب کو صاف اعتراف ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب نے صرف مصدقین احمدیت یعنی احمدیوں کا جنازہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوی کی رو سے جائز قرار دیا ہے۔ اور اسی امر کو ثابت کرنے کے لئے ۲۲۶ صفحات کی کتاب تحریر فرمائی ہے۔ پس آپ کی کتاب کی غرض بھی جناب مولوی صاحب نے خود پیش کر دی ہے۔ اور نتیجہ بھی خود ہی پیش کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوی سے صرف خاص قسم کے مصدقین کے جنازہ کا جواز ملتا ہے۔ تو پھر جناب مولوی محمد علی صاحب کا حضرت میاں صاحب کی طرف یہ منسوب کرنا کہ آپ نے بحیثیت ثالث یہ فیصلہ دے دیا ہے۔ کہ چار کی بجائے سات فتوے ایسے ہیں۔ جن میں غیر احمدی کا جنازہ جائز قرار دیا گیا ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

ہاں اگر مولوی محمد علی صاحب یہ لکھتے کہ ان کے اپنے نزدیک ان حوالوں سے غیر احمدی کے جنازہ کا جواز ثابت ہے۔ تو الگ بات تھی۔ لیکن حضرت میاں صاحب موصوف کی طرف ایسا خیال منسوب کرنا۔ اور یہ جانتے ہوئے منسوب کرنا کہ آپ نے صرف ایسے مصدقین کا جو حکماً احمدی ہیں۔ جنازہ جائز مانا ہے۔ ایک ایسی نازیبا کارروائی ہے۔ جس کی جرأت کوئی شخص اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک خدا کے خوف کو بالکل بالائے طاق نہ رکھ دے۔

ناواجب تصرف کے متعلق عذر خام

حضرت میاں صاحب نے اپنی کتاب میں جناب مولوی صاحب کے ایسے ہی ناواجب تصرف کو جو انہوں نے ثالث بننے کی دعوت والے ٹریکٹ میں کیا تھا۔ نمایاں کر کے ان کی قلبی کیفیت کو نہایت عمدگی سے بے نقاب کر دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے پھر اسی روش پر قدم اٹھانے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کیا۔ بلکہ پہلے حوالوں سے امام کے بہر حال احمدی ہونے کی شرط کو حذف کر دینے کے متعلق یہ عذر خام پیش کر دیا ہے۔ کہ:-

"اس ٹریکٹ میں جو مضمون میرے سامنے تھا۔ اس کے لئے امامت کے سوال کی ضرورت نہ تھی۔ وہ علیحدہ مسئلہ ہے" (ٹریکٹ صٓ۲ حاشیہ)

مگر جناب مولوی صاحب کے اس سراسر خام عذر کا بودا پن حضرت میاں صاحب موصوف پہلے ہی نمایاں کر چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب موصوف اسی متوقع عذر کے رد میں فرماتے ہیں:-

"جناب مولوی صاحب نے اپنے جملہ حوالوں میں ایک نہایت ضروری شرط کے ذکر کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر حوالہ میں لازماً و تاکیداً دہرائی گئی ہے ترک کر دیا ہے۔ اور وہ شرط یہ ہے۔ کہ نماز جنازہ کا امام بہر حال احمدی ہونا چاہیئے ...... مولوی صاحب کا یہ تصرف یقیناً اتفاقی نہیں۔ بلکہ ایک خاص غرض و غایت کے ماتحت اختیار کیا گیا ہے۔

مولوی صاحب یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ شرط ایک زائد چیز ہے۔ جو اصل امر زیر بحث سے تعلق نہیں رکھتی۔ کیونکہ جو بات کسی دوسری بات کے لئے قطعی شرط کے طور پر رکھی گئی ہو حتی کہ بلا استثناء ہر متعلقہ عبارت کے ساتھ لازماً اسے دہرایا گیا ہو۔ اسے کوئی عقلمند غیر ضروری قرار نہیں دے سکتا۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہ شرط محض شرط ہی نہیں۔ بلکہ جنازہ غیر احمدیان کے مسئلہ کی روح کو سمجھنے کے اور اس کے ماحول اور حد بندی کی تعیین کرنے میں ازبس ممد اور ضروری ہے"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"یہ شرط اس لئے زیادہ کی گئی ہے کہ غیر مکذب یعنی مصدق طبقہ میں سے بھی صرف اسی کا جنازہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ جو احمدیت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے احمدیت سے اس حد تک متاثر ہو۔ کہ وہ اپنے جنازوں کی امامت کے لئے غیر احمدیوں کی نسبت احمدی اماموں کو ترجیح دیتا ہو۔ یہ نتیجہ چونکہ جناب مولوی محمد علی صاحب کے منشاء کے خلاف تھا۔ کیونکہ اس سے عملاً اور حقیقۃً غیر احمدی جنازہ کی رعایت سے خارج ہو جاتا تھا۔ اور صرف احمدیت کے مصدق اور احمدیوں کے توابع ہی باقی رہ جاتے تھے۔ جو احمدیوں کے حکم میں ہیں۔ اس لئے جناب مولوی صاحب نے اس شرط کے ذکر کو ہر حوالہ سے خارج کر دیا ہے"

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت صٓ۱۶ و ۱۷)

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب موصوف نے جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس عذر کو پہلے سے غیر معقول ثابت کر دیا ہے۔ شائد جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس عذر کے پیش کرنے کی سمجھ بھی حضرت میاں صاحب موصوف کا یہ جواب پڑھ کر ہی آئی ہو۔ مگر انہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ جب اس عذر کو پہلے سے مسئلہ جنازہ کی حقیقت میں ایک کچا اور بودا عذر ثابت کیا جا چکا ہے۔ تو ازروئے انصاف مجھے اس کے پیش کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

ناواجب تصرف کی ایک اور غرض

میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت میاں صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس ناواجب تصرف کی جو غرض بیان فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک اور غرض بھی ہے جس کے پیش نظر جناب مولوی صاحب نے اس قطع و برید سے کام لیا ہے۔ اور وہ غرض یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ چونکہ جناب مولوی محمد علی صاحب یہ فتوے دے چکے ہیں۔ کہ غیر احمدی کی اقتدا میں احمدی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے جناب مولوی صاحب کو یہ فکر لاحق ہوا ہوگا۔ کہ اگر میں نے جنازہ والے حوالہ جات میں بہر حال احمدی کے امام ہونے کی شرط کا ذکر کر دیا۔ تو غیر احمدی پبلک مجھے مطعون کرے گی کہ جنازہ جو فرض کفایہ ہے۔ وہ جب آپ حسب فتوے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھ نہیں سکتے۔ تو آپ کا پنجوقتہ مفروضہ نمازیں غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھ لینے کے جواز کا فتوے محض ہمیں لفظاً خوش کرنے کے لئے ایک نمائشی کارروائی سے بڑھ کر نہیں۔ چونکہ غیر احمدیوں کی طرف سے اس اعتراض کا جناب مولوی صاحب کو کھٹکا تھا۔ اس لئے بھی انہوں نے تمام حوالہ جات سے احمدی امام کی شرط کو اڑانا ضروری سمجھا۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے ایک فتوے ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں:-

"But we are ever willing to say our prayers behind the persons whether Ahmadis or other Muslims who also hold in contempt all these activities and verdicts about calling Muslims Kafirs"

کہ ہم ان لوگوں کے پیچھے بخوشی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ خواہ وہ احمدی ہوں یا دوسرے مسلمان جو مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے فتووں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں:

لیکن اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا امام تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔"

(اربعین حاشیہ صفحہ ۳۴)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو دوسرے مسلمان کہلانے والے فرقوں میں سے کسی کو امام بنانے کے فعل کو اللہ تعالےٰ کے فتوے کے ماتحت حرام قرار دیتے ہیں۔ اور قطعی حرام قرار دیتے ہیں۔ اور حدیث بخاری کو بھی اس کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب غیر احمدیوں میں سے مسلمانوں کو کافر قرار دینے والوں کے فتاویٰ سے نفرت رکھنے والوں کے پیچھے نہ صرف نماز جائز بتاتے ہیں۔ بلکہ یہ لکھتے ہیں۔ کہ ہم ایسے لوگوں کے پیچھے بخوشی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا۔

قاضی محمد نذیر لائلپوری لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان

سوالات کے جوابات

اسلامی نقطۂ نگاہ سے اذان کی اہمیت

اور

بعض سوالات کے جوابات

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث

اکثر کتب احادیث میں یہ روایت آتی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا نودی للصلوٰۃ ادبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع التأذین۔ فاذا قضی التأذین اقبل حتی اذا ثوب بالصلوٰۃ ادبر حتی اذا قضی التثویب اقبل حتی یخطر بین المرء ونفسہ یقول لہ اذکر کذا اذکر لما لم یکن یذکر من قبل حتی یظل الرجل ما یدری کم صلے

یعنی جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پادتا ہوا اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اسے اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اور اذان ختم ہونے پر واپس آجاتا ہے۔ پھر اقامت ہوتی ہے تو بھی بھاگ جاتا ہے۔ اور اقامت ہو چکنے پر پھر واپس آجاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنے لگ جاتا ہے۔ جو باتیں اسے بھولی ہوئی ہوتی ہیں ان کے متعلق اسے کہتا ہے۔ کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ یہاں تک کہ وہ شخص ایسا پریشان ہوتا ہے کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا۔ کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔

اس حدیث کے متعلق بعض سوالات کئے جاتے ہیں۔ جن کے ذیل میں جوابات عرض کئے جاتے ہیں:

پہلا سوال

پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ضراط پیٹ سے خارج ہونے والی ریح کو کہتے ہیں۔ اور شیطان کے متعلق مسلم ہے۔ کہ وہ کوئی مادی وجود نہیں۔ پس شیطان کی ریح خارج ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس سوال کے کئی جواب ہیں۔

ضراط کا لفظ بطور محاورہ استعمال ہوا ہے

اول۔ ضراط سے مراد معدہ سے نکلنے والی ریح نہیں۔ بلکہ اس جگہ یہ لفظ بطور محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جس سے اس ہیبت اور دہشت کو ظاہر کرنا مقصود ہے جو شیطان پر اعلان توحید اور کلمۃ اللہ کے اعلاء کے وقت طاری ہوتی ہے۔ اس قسم کے محاورات سب زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اردو میں ایسے مواقع پر "ڈر کے مارے پاد نکلنا" یا "پاخانہ خطا ہونا" وغیرہ فقرات بولتے ہیں۔ عربی لفظ ضراط بھی اسی قسم کے الفاظ میں سے ہے۔ یہ اپنے اصل معنی کے علاوہ بعض اوقات رعب کے اظہار کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی طاقتور شخص کمزور سے ڈر جائے تو اسے کہتے ہیں اضرطا وانت الاعلیٰ۔ کہ زبردست ہوتے ہوئے تمہارے پاد نکل رہے ہیں (اقرب الموارد)

اس محاورہ کی رو سے ادبر الشیطان لہ ضراط کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ شیطان اذان کی آواز سے ایسا مرعوب ہوتا ہے کہ اس جگہ سے فوراً بھاگ جاتا ہے۔ ان معنوں کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک روایت میں ضراط کی بجائے حصاص کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ضراط کے معنوں کے علاوہ تیزی سے بھاگنے اور سخارش کے بھی ہیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذھب حتی یکون مکان الروحاء کہ شیطان اذان کی آواز سے ایسا بھاگتا ہے۔ کہ روحاء مقام جتنی دور پہنچ کر دم لیتا ہے۔ روحاء مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ شیطان کا تیز بھاگ جانا یا اسے خارش ہو جانا یا اس کا روحاء مقام تک بھاگتے جانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے خوف واضطراب ظاہر ہو رہا ہے

شیطان کی گدھے سے مشابہت

دوم۔ اذان میں توحید الٰہی کا عام اعلان کیا جاتا ہے۔ اور مخلوق کو خدا تعالےٰ کے آستانہ پر سربسجود ہونے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ یہ امر شیطان کے فطری مقصد لاغوینھم اجمعین اور لا تجد اکثرھم شاکرین کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے اذان اسے سخت ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ اور اس وقت اس کے دل میں دکھ اور نفرت کے جو جذبات اُبل رہے ہوتے ہیں۔ ان کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان کو گدھے سے تشبیہہ دی ہے۔ گدھے پر بھاری بوجھ لاد کر تیز ہانکا جائے تو عموماً پادتا ہے۔ چنانچہ عربی میں اضرط الحمار اور ضرط الحمار کہتے ہیں۔ اور اس سے یہ مراد ہوتا ہے۔ کہ گدھے سے ایسا سخت کام لیا۔ اور اس پر اس قدر بوجھ لادا کہ اس کے پاد نکال دیئے۔ (اقرب الموارد)

گویا شیطان کو گدھا قرار دے کر اذان کی آواز کو اس پر شاق اور ناگوار ہونے کی وجہ سے بھاری بوجھ سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اور اس وقت شیطان کے غم وغصہ کی کیفیت کو گدھے کی اس حالت سے تشبیہہ دی گئی۔ جبکہ وہ بامر مجبوری بھاری بوجھ اٹھا کر نہائت تکلیف سے پادتا ہوا چلتا ہے:

نیز شیطان کو گدھے سے تشبیہہ دینے میں یہ حکمت بھی ہے۔ کہ مومن تو اذان سنکر ذکر الٰہی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ لیکن شیطان اس سے اسی طرح محروم رہتا ہے۔ جس طرح گدھا کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا کے مطابق اپنے بوجھ کے فائدہ سے محروم رہتا ہے:

اذان کے پاک اثرات مشک کی تائید میں

سوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کو کستوری کی طرح قرار دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ثلاثۃٌ علے کثبان المسک یوم القیامۃ ..... ورجلٌ نادیٰ بالصلوٰۃ الخمس کل یوم ولیلۃ (ترمذی) قیامت کے روز تین شخص کستوری کے ڈھیروں پر ہوں گے۔ ان میں سے ایک مؤذن ہوگا۔ قرآنی اصل وآتو بہٖ متشابھا کے ماتحت یہ کستوری کا ڈھیر مؤذن کی اذان ہی ہے۔ جو قیامت کے روز مشک کی شکل میں متمثل ہوگی۔ پس اذان جو اپنے پاک اور خوشگوار اثرات کے لحاظ سے مشک کی مانند ہے۔ اس کے بالمقابل آنحضورؐ نے شیطان کے وساوس اور ان کے پلید اثرات کو ضراط کی طرح قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ عام اوقات میں تو شیطانی وساوس لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کی پلیدی کا عام احساس نہیں ہوتا۔ لیکن اذان کے وقت دو متضاد چیزیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس وقت شیطانی خیالات کی پلیدی نمایاں ہو جاتی ہے اور وہ ایسے مکروہ لگتے ہیں جس طرح مشک کے سامنے ضراط کی بدبو دار ریح مکروہ معلوم ہوتی ہے غرضیکہ ضراط کے الفاظ میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اس وقت مومن کے اندر شیطانی خیالات کی رو بالکل رک جاتی ہے

دوسرا سوال

دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اذان کے وقت شیطان انسان سے جدا ہو جاتا ہے حالانکہ قرآن و حدیث کی عام تعلیم سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس طرح انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کی طاقت رکھی گئی ہے۔ جو ہر وقت انسان میں موجود رہتی ہے۔ ہاں کبھی نیکی کی قوت غالب آجاتی ہے۔ اور کبھی بدی کی طاقت نیکی کی قوت کو دبا لیتی ہے۔ لیکن کسی وقت بھی دونوں میں سے کوئی مفقود نہیں ہوتی۔ اسی طرح نیکی اور بدی کے محرکات یعنے ملائکہ اور شیطان بھی ہر وقت انسان کے لازم حال رہتے ہیں۔ اور موقعہ ملنے پر انسان کی استعداد کے مطابق اسے نیکی یا بدی کی تحریک کرتے ہیں۔ بعض اوقات نیکی کے محرک ہمیشہ کے لئے غالب آجاتے ہیں۔ اور بدی کے محرک یعنے شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک انسان سے الگ ہو جائے چنانچہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ یعنے اسے بدی کی تحریک کا موقع ہی نہیں ملتا۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ شیطان اگر انسان سے جدا ہو سکتا۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلے ہوتا۔

شیطان کی وسوسہ اندازی سے مقصد میں ناکامی

اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ادبار شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ جانے کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفًا فلا تولوھم الادبار (انفال ع ۲) اور سیھزم الجمع ویولون الدبر (قمر ع ۳) ان آیات میں پیٹھ پھیرنے سے مراد شکست کھا کر میدان چھوڑنا ہے شیطان کوئی ظاہری جنگ نہیں لڑتا بلکہ نیکی کی تحریک کے بالمقابل انسان کے دل میں وساوس پیدا کرتا ہے اس لئے اس کے شکست کھا کر بھاگنے کا اسی قدر مطلب ہے کہ وہ اپنے وسوسہ اندازی کے مقصد میں ناکام ہو جائے اذان کے وقت مومن کی طبیعت پراگندہ خیالات سے صاف ہو جاتی ہے۔ اور شیطان کی کوشش اس پر اثر نہیں کرتی۔ اس لئے اس حالت کو شیطان کی شکست اور میدان سے بھاگنے کے لفظوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تیسرا سوال

ایک اور سوال یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اذان کے وقت تو شیطان انسان پر اثر نہیں کر سکتا۔ لیکن عین نماز کے اندر انسان پر قابو پا لیتا ہے۔ حالانکہ بظاہر اذان سننے کی نسبت نماز پڑھنے کی حالت زیادہ اعلےٰ ہے۔ بلکہ نماز کو معراج المومنین قرار دیا گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ نماز کے وقت شیطان بدرجہ اولےٰ انسان پر اثر انداز ہونے میں ناکام رہتا۔

شیطان غفلت کے وقت اثر ڈالتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کو بعض خاص حالات اور مواقع سے مناسبت ہوتی ہے۔ اگر اسے وہ مناسب حالت اور موقع میسر آجائے تو وہ اپنا عمل کرتی ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً تمام امراض کے جراثیم فضاء اور انسانی بدن کے اندر موجود ہیں۔ لیکن انسان بیمار نہیں ہوتا البتہ جب انسانی صحت یا فضا میں کوئی خاص تغیر پیدا ہوتا ہے۔ تو اس وقت انسان کی اس حالت اور اس تغیر سے مناسبت رکھنے والے جراثیم کو اثر کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان انسان کی غفلت اور کسل کے وقت اس پر اثر ڈالتا ہے۔ ہوشیاری کے وقت سے اسے مناسبت نہیں۔ اس وقت اس کا داؤ نہیں چلتا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ التثاؤب من الشیطان (مسلم) جمائی لینے کو شیطان سے خاص مناسبت ہے کیونکہ انسان جمائی سستی اور کسل کے وقت لیتا ہے۔ چستی کی حالت میں کبھی جمائی یا انگڑائی نہیں آتی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں۔ کیونکہ وہ پرانا چور ہے۔ جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے ۔"

(کشتی نوح)

اذان کی غرض

اذان کی غرض ہی یہ ہے کہ لوگوں کو ہوشیار کیا جائے۔ اور خواب غفلت سے بیدار کرکے ذکر الٰہی کے لئے بلایا جائے۔ اس لئے اذان کو شیطان سے کوئی مناسبت نہیں۔ بلکہ اس کے مقصد کے خلاف اور اس کے عمل کے مواقع کو مٹانے والی ہے۔ اس لئے اس وقت شیطان بالکل بے بس ہو جاتا ہے۔ لیکن نماز کے اندر ایسے مواقع پیدا ہونے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ کہ انسان غافل اور سست ہو جائے۔ اور اس وقت شیطان اس کے دل پر اثر ڈالنا شروع کر دے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں صرف نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اقیموا الصلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ نماز کے اندر توجہ کو قائم رکھا کرو۔ اور سستی اور غفلت پیدا نہ ہونے دو۔ اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے۔ تو وہی نماز مومن کا معراج بن جاتی ہے۔ اور اس وقت شیطان انسان پر ہرگز اثر نہیں کر سکتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ غفلت اور سستی کی حالت میں نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویلٌ للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ اور یہی نماز ہے جس کے اندر شیطان نمازی کو اذکر کذا اذکر کذا کہتا ہے۔

نماز کے اندر وساوس کیوں پیدا ہوتے ہیں

ایک اور طرح سے بھی یہ امر واضح ہو سکتا ہے۔ کہ اذان کی نسبت نماز کے اندر پراگندگیٔ خاطر پیدا ہونے کی زیادہ گنجائش ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احسان یعنے بہترین عبادت اور اس کا بلند ترین مقام ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان) یعنے عبادت ایسی محویت اور یکسوئی سے کی جائے کہ گویا اللہ تعالےٰ سامنے نظر آرہا ہے۔ جب انسان کے دل میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے۔ تو وہ شیطانی خیالات اور پریشانیٔ خاطر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب والی طمانیت قلب اسی کیفیت کے پیدا ہونے سے حاصل ہوتی ہے

اذان اور نماز کی حالت پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ یکسوئی اور اقبال علی اللہ کی کیفیت اذان کے وقت اکثر بآسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اذان کا قوت سامعہ کے ساتھ تعلق ہے۔ اور قوت سامعہ کا آواز کے ساتھ تعلق ہے جو ایک خارجی اور ظاہری شے ہے۔ لیکن نماز کا تعلق زیادہ تر قوت فکر اور خاموشی کے ساتھ ہی جو مخفی اور غیر محسوس امر ہے۔ اور یہ بات عام فہم ہے۔ کہ توجہ کا مرکز جب ظاہری ہو۔ تو زیادہ یکسوئی ہو گی۔ اور اس مرکز میں جتنی زیادہ کشش ہو گی۔ اسی قدر زیادہ محویت پیدا ہو گی۔ آواز کے اندر تو خاص طور پر ایسی کشش ہے کہ جانوروں کو بھی مسحور کر سکتی ہے۔ چنانچہ پرانے زمانہ میں لوگ اونٹوں پر قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے۔ اونٹ جب چلتے چلتے تھک کر آہستہ ہو جاتے۔ تو ساربان خوش الحانی سے گیت گانے لگتے۔ انکی آواز اونٹوں کی طبیعت میں ایسا انتعاش پیدا کرتی۔ کہ وہ پھر تیز چلنے لگ جاتے اسی طرح سانپ کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ بین کی سُریلی آواز پر مست ہو کر جھومنے لگ جاتا ہے۔ مؤذن کی بلند اور دلکش آواز میں ایسا ہی جذب ہوتا ہے۔ کہ فوراً توجہ کو کھینچ لیتا ہے۔ اور عام طور پر انہماک اور سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی سرور کی کیفیت ہے جسکی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ارحنا یا بلال اشارہ کرتے ہیں۔ لیکن نماز کے اندر کوئی خارجی چیز جاذب توجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ نمازی خود اپنی طبیعت پر زور دیکر یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے نماز میں یہ کیفیت مشکل سے اور بہت تھوڑے لوگوں میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اور نماز کے اندر چونکہ کوئی خارجی چیز توجہ کا مرکز نہیں ہوتی اسلئے نمازی کی توجہ نسبتاً نازک ہوتی ہے۔ اور ذرا سی آہٹ یا حرکت پر اس کے ٹوٹ جانیکا خطرہ ہوتا ہے۔ نمازی کی توجہ کی اس نزاکت کے پیش نظر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ

لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ من الاثم لکان ان یقف اربعین خیرا لہ من ان یمر بین یدیہ (بخاری و مسلم)

یعنی نمازی کے سامنے سے گزرنے والا شخص اسکی یکسوئی میں حائل ہو کر اتنا بڑا جرم کرتا ہے کہ اگر اسے اسکا علم ہو تو چالیس سال کھڑا رہنا پسند کرے لیکن نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ ایک دفعہ ایک رنگین منقش پردہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ امیطی عنا قرامک ہذا فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلاتی (بخاری) کہ اس پردہ کو اتار دو کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں حارج ہوتی رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں توجہ کا قائم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اذان چونکہ دو تین منٹ کے اندر ختم ہو جاتی ہے۔ اور نماز پر کافی وقت لگتا ہے جس میں کئی قسم کی حرکات بھی کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے اذان کے مختلف وقت

مختلف مقامات میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

کلکتہ

یوم التبلیغ منانے میں سب خدام نے جن کی تعداد دس تھی۔ حصہ لیا۔ مولوی ظل الرحمن صاحب مبلغ اور قریشی محمد حنیف صاحب قمر بھی شامل تھے۔ مختلف قسم کے ٹریکٹ مختلف طبقہ کے لوگوں کو پہنچائے گئے۔ زبانی بھی تبلیغ کی گئی مولوی ظل الرحمن صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ (سید بدر الدین سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ)

کنانور (مالابار)

یوم التبلیغ کے لئے خاکسار نے ایک ٹریکٹ لکھکر جس میں اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں احمدیت کو پیش کیا گیا تھا۔ جماعتہائے کالیکٹ ننگاڑی۔ کنانور کے مشترکہ خرچ پر ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ (عبد اللہ مالاباری)

انبالہ شہر

احباب جماعت کو گیارہ وفود میں تقسیم کر کے شہر کے مختلف حلقوں میں روانہ کیا گیا۔ قریباً چار صد ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ معززین اور دیگر اہالیان شہر کو زبانی بھی پیغام حق پہنچایا گیا۔ ایک وفد معززین کے پاس گیا۔ سب نے نہایت شرافت سے ہماری باتوں کو سنا۔ اور ٹریکٹ شوق سے لئے اور پڑھے۔ (محمد مستقیم سکرٹری تبلیغ)

اچھہ سرگ (کشمیر)

نماز فجر کے بعد احباب جماعت تبلیغ کے لئے موضع مرگام اور اس کے بعد موضع تمنہ میں گئے۔ اول الذکر گاؤں والوں نے مخالفت کی۔ بعض لوگوں کو ٹریکٹ دیئے۔ زبانی بھی پیغام حق پہنچایا۔ مؤخر الذکر گاؤں میں جلسہ کیا گیا۔

(عبد الواحد مبلغ)

گورداسپور

مرزا عبد الحق صاحب پلیڈر نے دو وکلاء اور ایک پنشنر ایک زمیندار کو اور خاکسار نے ایک ای۔ اے۔ سی۔ ایک گریجوایٹ ٹیچر۔ ایک ٹھیکیدار ایک مالک کارخانہ کو۔ ماسٹر عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ نے بعض ماسٹر صاحبان کو اور بابو منصور احمد صاحب نے بعض رشتہ داروں اور دوستوں کو پیغام حق پہنچایا۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے۔

(ڈاکٹر عبد الرحمن آف موگا)

مراد آباد

ممبران جماعت ایک قاضی صاحب کے پاس گئے ان کو کتاب دعوۃ الامیر پہلے مطالعہ کے لئے دی ہوئی تھی۔ جس کا وہ نصف تک مطالعہ کر چکے تھے۔ مزید زبانی تبلیغ کی۔ قاضی صاحب کے علاوہ اور بھی قریباً پچاس ہندو و مسلم احباب نے ہماری تبلیغ کو سنا۔ نیز ریلوے سٹیشن پر مسافروں میں ٹریکٹ تقسیم کئے۔ چار غیر مسلم گریجوایٹوں سے اسلامی تعلیم کی برتری کے متعلق گفتگو کی (کرم الٰہی ظفر پریذیڈنٹ)

آگرہ

احباب کو چھ وفود میں تقسیم کر کے مجوزہ حلقوں میں بھیجا گیا۔ پانچہزار اشتہار ظہور مہدی آخر الزمان اور دو سو دیگر اشتہار تقسیم کئے۔ اور لوگوں کو تبلیغی جلسہ میں آنے کی دعوت دی۔ ۲½ بجے بعد دوپہر مولوی عبد المالک خانصاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی جس میں علاوہ مردوں کے عورتوں نے بھی شمولیت کی اور بعض اعتراضات عورتوں نے کئے جنکے جوابات مولوی صاحب نے دیئے۔ پھر شام کو جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی عبد المالک خانصاحب اور ڈاکٹر محمد حسین خانصاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں بیان کیں۔ اور مسئلہ جہاد پر تقریر کی۔ بعض سوالات کے جوابات دیئے۔ (منور الدین نائب سکرٹری تبلیغ)

شملہ

یہاں کے احباب تقریباً تمام ملازم پیشہ ہیں۔ چونکہ دفاتر میں نصف ملازمین کو ہفتہ کے روز اور نصف کو اتوار کے روز چھٹی ہوتی ہے جنہیں ہفتہ کے روز رخصت ہوتی ہے۔ انہوں نے ہفتہ کے روز اور جنہیں اتوار کو چھٹی ہوتی ہے انہوں نے اتوار کو یوم التبلیغ منایا۔ شہر کے مضافات کو ساٹھ حصوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں تین تین چار چار افراد پر مشتمل وفود بھیجے گئے۔ مرکز سے ۲۴۰۰ تبلیغی ٹریکٹ اور ۳۰۰ تبلیغ ہدایت۔ ۶۰۰ عدد کشتی نوح منگوائی گئیں۔ جنکا بیشتر حصہ تقسیم کر دیا گیا۔ گلیوں بازاروں کے علاوہ گھروں میں مساجد میں اسٹیشن پر اور موٹر سٹینڈ موٹر کاریں ایک ایک سٹ رکھا گیا۔ لوگوں نے بڑے شوق سے پڑھا بعض نے مزید معلومات سلسلہ کے متعلق حاصل کرنیکی خواہش کی۔ (عبد السلام امیر جماعت احمدیہ)

پروفیسر دریام سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی خالصہ کالج امرتسر کی تقریر

ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد میں مذہبی رواداری

قادیان ۲۲ جون۔ آج نو بجے صبح تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں مقامی انگریزی دان پبلک اور طلباء کے مجمع میں پروفیسر دریام سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی پروفیسر ہسٹری و پولیٹیکل سائنس خالصہ کالج امرتسر نے جو اپنے کالج کی ٹیم کیساتھ تشریف لائے تھے۔ "شاہان مغلیہ کے عہد میں مذہبی رواداری" کے موضوع پر انگریزی میں فاضلانہ تقریر فرمائی۔ تقریر کے شروع میں پروفیسر صاحب نے احمدیہ جماعت کا ذکر کرتے ہوئے ذاتی تجربہ کی بنا پر فرمایا۔ جماعت کے خلاف عام طور پر جو پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آپ نے اس امر پر بھی اظہار خوشی فرمایا۔ کہ انکی ٹیم اور قادیان کی ٹیموں کے درمیان جو فٹ بال کے میچ ہوئے۔ ان میں دیکھنے والوں نے نہایت اچھی سپرٹ کا مظاہرہ کیا۔ جو انہیں باہر بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ تقریر کے موضوع کی طرف آتے ہوئے آپ نے کہا۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے، کہ بعض اینگلو انڈین تاریخ نویسوں نے شاہان اسلام کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کیا ہے۔ لیکن میں ذاتی تحقیق کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ مسلمانوں نے ہندوستان کی تہذیب اور تمدن کی ترقی میں نہایت شاندار حصہ لیا ہے۔ بلکہ میں تو کہونگا۔ کہ ہندوستانی کی تہذیب بالکل نامکمل رہتی اگر مسلمان اس کی تعمیر میں حصہ نہ لیتے۔ اس ضمن میں آپ نے مسلمانوں کے بعض کارہائے نمایاں کا ذکر کیا جو علوم و فنون کے میدان میں انہوں نے سر انجام دیئے۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ جسطرح میں اشوک۔ ہرش اور اکبر پر فخر کرتا ہوں۔ اسی طرح اورنگ زیب پر بھی فخر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اورنگ زیب کو لوگوں نے نہایت غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ آپ نے بعض تاریخی امثلہ پیش کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ شاہان مغلیہ کے عہد میں غیر مسلم بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ اور غیر مسلم رعایا نے کبھی بھی بحیثیت قوم مسلمان بادشاہوں کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کیا۔ نیز آپنے ثابت کیا۔ کہ کسی مسلمان بادشاہ کے عہد میں غیر مسلموں پر تشدد نہیں کی گئی۔ بلکہ بسا اوقات ان سے دوسروں کی نسبت اچھا سلوک کیا گیا۔ اور بڑے بڑے عہدے مثلاً بنگال۔ بدخشان اور کابل کی گورنری ان کے سپرد کی گئی۔ آپنے ہندوستان کے حصے بخرے کرنیکی سکیموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

کہ یہ ہندوستان کیلئے نیک فال نہیں ہے۔ اگر پہلے ایک ہندو حکمران سارے ہندوستان پر حکومت کر سکتا تھا۔ اور ایک مسلمان حکمران اپنی رعایا کے تمام طبقات کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوئے سارے ہندوستان پر فرمانروائی کر سکتا تھا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آئندہ یہ بات ناممکن ہو۔ جبکہ ہندوستان کی تمام قوموں کا جغرافیائی اعتبار سے آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

جزیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ یہ ٹیکس کسی اعتبار سے قابل اعتراض نہیں۔ اوّل اس لئے کہ یہ صرف ہندوؤں پر نہیں۔ بلکہ دوسرے ممالک میں مسلمانوں کی سلطنت میں رہنے والے عیسائیوں پر بھی لگایا جاتا تھا۔ دوم۔ اس کے عوض غیر مسلموں کی ہر طرح حفاظت کی جاتی تھی۔ اور انہیں فوجی فرائض سے سبکدوش رکھا جاتا۔ سوم۔ خود مسلمان زکوٰۃ کے رنگ میں جزیہ سے کئی گنا زیادہ رقم قومی خزانہ میں دیتے تھے۔ چہارم جن غیر مسلموں سے فوجی خدمت لی جاتی تھی۔ انہیں جزیہ معاف تھا۔ اسی طرح غریب اور بیماروں سے جزیہ وصول نہیں کیا جاتا تھا۔ اورنگ زیب نے کیوں جزیہ لگایا؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ یہ مذہبی تعصب کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اورنگ زیب کو چونکہ دکن میں فوجی مہمات سرانجام دینا پڑیں۔ اسلئے یہ قدرتی امر تھا۔ کہ ان مہموں کے اخراجات کیلئے ٹیکس وصول کیا جاتا۔ مندروں کے انہدام کے الزام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ کبھی کسی مسلمان حکمران نے مندروں کے انہدام کو برداشت نہیں کیا۔ اورنگ زیب کے بعض فرمانوں سے جو اس وقت دریافت ہوئے ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس نے خاص طور پر ہدایت کر رکھی تھی۔ کہ کوئی مندر نہ گرایا جائے۔ محمود غزنوی کا مندر گرانا ہرگز مذہبی بنا پر نہ تھا چونکہ اس زمانہ میں مندر دولت کے مرکز تھے۔ اسلئے اسے اپنی سلطنت کو مغرب کی طرف پھیلانے کیلئے روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے بعض مندر دیکھی دولت کو حاصل کیا۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپنے ثابت کیا۔ کہ بعض اوقات اگر مندر گرائے گئے تو وہ اس لئے کہ بعض مفسدہ پرداز لوگ ان کو بغاوت کے مرکز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ کوئی حکومت اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ معابد کی حرمت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کو بغاوت کا مرکز بنایا جائے۔ اسی ضمن میں آپنے اس الزام کی بھی تردید کی۔ کہ غیر مسلموں کو جبر سے مسلمان بنایا جاتا تھا۔ آخر میں آپنے اس امر پر اظہار خوشی فرمایا۔ کہ قادیان رواداری کی روح کی نہایت خوش کن مثال پیش کر رہا ہے۔ نیز آپ نے امید ظاہر کی کہ اگر یہی روح ملک کے دوسرے حصوں میں کارفرما ہو۔ تو ہندوستانی فرقہ دار مسئلہ فوراً حل کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر عبدالقادر صاحب ایم۔ اے نے ~~~

تصحیح: صداقتی ریمارکس میں پروفیسر دریام سنگھ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ اگر ہندوستان کی تاریخ اسی نقطہ نگاہ سے لکھی جائے۔ جس کا اظہار پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے۔ تو ہندوستان میں مختلف اقوام کے درمیان جو جذبات نفرت موجود ہیں۔ بہت حد تک دور ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۲ جون۔ روس کے نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ موسیو مولوٹاف نے آج سویرے ماسکو سے ایک براڈکاسٹ میں کہا۔ جرمنی نے کوئی وجہ بتائے اور اعلان جنگ کئے بغیر روس پر حملہ کر دیا ہے۔ اور جرمن افواج کئی جگہ روسی سرحد کو پار کر کے روس میں داخل ہو گئی ہیں سوویٹ افواج اور قوم جرمنی کے اس حملہ کا جم کر مقابلہ کرے گی۔ اٹلی نے بھی روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ آج روسی سفیر نے لنڈن میں برطانوی وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ موسیو مولوٹاف نے اپنے اعلان میں کہا کہ مہذب دنیا کی تاریخ میں جرمنی کے اس اقدام کی کوئی مثال نہیں ملتی جرمنی اور روس میں عدم اقدام جارحانہ کا معاہدہ تھا۔ اور روسی گورنمنٹ اس معاہدہ پر پوری طرح عمل کر رہی تھی۔ مگر جرمنی نے آج صبح چار بجے اعلان کئے اور کوئی وجہ بتائے بغیر حملہ کر دیا۔ جرمن طیاروں نے کیف اور یوکرین کے ایک اور شہر پر بمباری کی۔ اسٹونیا کے شہروں پر بھی بمباری ہوئی ہے دو سو سے زیادہ لوگ ہلاک یا زخمی ہو چکے ہیں۔ فن لینڈ اور رومانیہ کے ہوائی اڈوں سے جرمن ہوائی جہاز حملے کر رہے ہیں۔ جرمن توپیں بھی اس علاقہ سے بڑھ رہی ہیں۔ جرمن ایلچی نے آج صبح ۵½ بجے مجھے بتایا کہ جرمنی نے سوویٹ یونین سے لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ جرمنی نے نہ تو کوئی شرائط پیش کی ہیں اور نہ شکایت جرمنی جانتا تھا کہ ہم صلح چاہتے ہیں۔ پھر بھی اس نے حملہ کر دیا۔ رومانوی ریڈیو کی یہ بات غلط ہے۔ کہ روسی طیاروں نے رومانیہ کے ہوائی اڈوں پر حملے کئے۔ اور ہٹلر کا اس بارہ میں بیان بھی سراسر جھوٹ ہے۔ جب تک جرمنی نے حملہ نہیں کیا تھا۔ روس کا کوئی سپاہی اور ہوائی جہاز جرمن سرحد کو پار کر کے نہیں گیا۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری فتح ہوگی۔ اور ہٹلر کا انجام بھی نپولین کی طرح ہوگا۔ ہماری قوم ایک ہو کر لڑے گی۔ بحری بری و ہوائی فوجیں ایک دوسرے کی مدد کریں گی۔ اٹلی کی ایک ایجنسی کی اطلاع ہے۔ کہ رومانیہ کی فوجوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انہوں نے سرحد پر ایک شہر بلگراڈ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور تین روسی ہوائی جہاز برباد کر دیئے ہیں۔ جرمن مورچے فوجیں بکووینیا سے جو رومانیہ کا ایک صوبہ ہے اور جو بسربیا کے ساتھ روس کے حوالہ کیا گیا تھا۔ بڑھ رہی ہیں۔ جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جو جہاز بحیرہ اسود کے دوسرے علاقوں میں جائیں گے ان کو سرنگوں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

لنڈن ۲۲ جون۔ رائل ایئر فورس نے کولون اور ڈسلڈورف پر آج بھی حملے کئے۔ یہ مسلسل حملوں کی گیارھویں شب تھی۔ کل رات برطانیہ پر چار جرمن جہاز برباد کئے گئے۔

لنڈن ۲۱ جون۔ بیروت ریڈیو سے شام گورنمنٹ نے براڈکاسٹ کیا ہے۔ کہ وشی افواج نے دمشق خالی کر دیا ہے۔ اور اتحادی افواج اس میں داخل ہو گئی ہیں۔

لنڈن ۲۱ جون۔ یوگوسلاویہ کے شاہ پیٹر اپنے وزیراعظم اور دوسرے وزراء کے ساتھ یہاں پہونچے۔ ڈیوک آف کینٹ نے ان کا استقبال کیا۔ وہ یہاں یوگوسلاوی گورنمنٹ کے دفاتر قائم کریں گے۔

لنڈن ۲۱ جون۔ ٹرکش ریڈیو کا بیان ہے کہ اطالوی گورنمنٹ نے ایک سب کمیٹی کی سفارشات پر اٹلی میں رہنے والے امریکن شہریوں کی انفرادی حیثیت میں گرفتاریوں کا حکم دیدیا ہے جن دیگر غیر ملکیوں پر جاسوسی یا سازش کا شبہ ہوگا۔ وہ بھی گرفتار کر لئے جائیں گے۔

واشنگٹن ۲۱ جون۔ امریکن پریذیڈنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ کھلے سمندروں میں جرمنی کو من مانی کارروائیوں کی اجازت نہیں دے گا۔ جہاز "رابن موز" کو ڈبونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ہماری تجارت میں دخل اندازی چاہتا ہے۔ اور اس طرح گویا اس نے نوٹس دے دیا ہے۔ کہ کوئی امریکن جہاز کسی جگہ بھی اس کی ڈاکہ زنی سے محفوظ نہیں۔ وہ امریکہ کو مرعوب کرنا چاہتا ہے۔ تا دنیا پر نازی غلبہ کے حصول میں امریکہ مزاحم نہ ہو۔ مگر ہم نہ اس کے آگے جھکے ہیں نہ جھکیں گے۔ ممکن ہے تجارتی جہازوں کو مسلح کر دیا جائے۔ یا ان کی حفاظت کے لئے جنگی جہاز بھیجے جائیں۔

وزنگاپٹم ۲۱ جون۔ آج یہاں سندھیا سٹیم نیویگیشن کمپنی کے کارخانہ جہاز سازی کا سنگ بنیاد بابو راجندر پرشاد صاحب نے رکھا۔ اس کالونی کا نام گاندھی گرام رکھا گیا ہے۔ مزدوروں کی کالونی پر چار لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ کمپنی کے چیئرمین مسٹر والچند ہیرا چند نے بابو صاحب کو ایڈریس پیش کیا۔ اور انہوں نے جوابی تقریر کی۔ صبح کے وقت یہاں مکمل ہڑتال کیا گیا۔

لنڈن ۲۱ جون۔ ماسکو کی اطلاع ہے کہ روسی سائنس دانوں نے سمرقند میں امیر تیمور کی قبر کھود کر لاش نکال لی ہے جو بالکل صحیح و سالم ہے۔ یہ قبر چھ سو سال قبل تیار ہوئی تھی۔ قبر سے ایک موٹا سا کپڑا بھی نکلا ہے۔ خیال ہے کہ اس پر سونے کے تاروں میں قرآن کریم لکھا ہوا ہے۔

لنڈن ۲۲ جون۔ روس پر جرمن حملہ کے متعلق آج ہٹلر نے ایک لمبا چوڑا بیان دیا ہے جسے جرمنی کے تمام ریڈیو سٹیشنوں سے براڈکاسٹ کیا گیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کئی ماہ چپ رہنے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ تمام باتیں صاف صاف کہہ دوں۔ روس کا رویہ عرصہ سے جرمنی کے خلاف تھا۔ فن لینڈ اور بالٹک کی ریاستوں پر اس کی چڑھائی بھی دراصل جرمنی کو نقصان پہونچانے کے لئے تھی۔ روس عرصہ سے جرمن سرحد پر اپنی فوجیں جمع کر رہا تھا۔ حالانکہ جرمنی اپنی فوجیں سمجھوتہ کے بعد روسی سرحد سے ہٹا لی تھیں۔ اور اگست ۱۹۴۰ء میں دوبارہ بھیجنی شروع کیں۔ یوگوسلاویہ کے انقلاب کی ذمہ داری بھی برطانیہ کے علاوہ روس پر بھی ہے اس نے یوگوسلاویہ کو ہوائی جہاز اور ہتھیار جرمنی کے ساتھ لڑنے کے لئے مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کئی روز سے اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی۔ چنانچہ گذشتہ منگل کو روسی سپاہی جرمن سرحد میں گھس آئے۔ دونو طرف سے گولیاں چلائی گئیں۔ جرمنی اس وقت اپنی زندگی کے لئے لڑ رہا ہے۔ اور روس اس نازک وقت میں اس کی پیٹھ پر چھرا گھونپنا چاہتا تھا۔ اس لئے جرمن فوجوں کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ اس خطرہ کے انسداد نیز بالشویزم کے بھیانک خطرہ سے دنیا کو محفوظ رکھنے کے لئے اس پر چڑھائی کر دیں روس کے اس وقت ۱۶۰ ڈویژن جرمنی کی سرحد پر موجود ہیں۔

لنڈن ۲۲ جون۔ ابھی یہ علم نہیں ہو سکا کہ روس اور جرمنی کی کتنی کتنی فوج میدان میں آئی ہے۔ یہ پتہ لگا ہے کہ پولینڈ میں سرحدی لائن پر روس نے ساٹھ میل چوڑا علاقہ خالی کرا لیا ہے۔ اور تمام پلوں کو ڈائنا میٹ سے اڑا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ دریائے پرٹ کے پل بھی اڑا دیئے جائیں گے۔ یہ دریا رومانیہ اور روس کی سرحد پر ہے۔

لنڈن ۲۲ جون۔ جرمن ہائی کمانڈ نے لوگوں سے کہا ہے کہ روس کے پیرا شوٹ کے سپاہیوں سے خبردار رہیں۔ تمام ریڈیو سٹیشنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس اطلاع کو بار بار نشر کریں۔

بمبئی ۲۲ جون۔ یہاں آج پھر فساد ہو گیا۔ پولیس کو لاٹھی چلانا پڑی۔ بلکہ ایک گولی بھی چلائی گئی۔ ایک آدمی کے چھرا گھونپا گیا۔ جو ہسپتال میں مر گیا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی